Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.69
ISSN No. 2456-1665

ہر نقش پابلند ہے دیوار کی طرح

Every footprint is as high as a wall

Dr. Abdul Rab
Associate Professor, Department of Urdu
Maulana Azad College, Ch.Sambhajinagar
e-mail: abdulraburdu@gmail.com

ڈاکٹر عبدالرّب
اسوسیٹ پروفیسر، شعبہ اُردو
مولانا آزاد کالج، چھترپتی سنبھاجی نگر (اورنگ آباد)

شہر اورنگ آباد، خجستہ بنیاد ایک طرف اہلِ تصوف کے نزدیک خُلد بریں تسلیم کیا جاتا ہے تو دوسری جانب اہلِ علم کے لیے علوم وفنون کے لافانی گہوارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ شہر نہ صرف ولیؔ، سراجؔ اور وجدؔ کا مسکن ہے بلکہ اُردو کا آنگن بھی ہے۔ شہر اونگ آباد کی سرزمین میں جہاں اولیاءعظام اور صوفیاء کرام کے چشمہ فیض سے اہلِ سلوک کے راہی اپنی تشنہ لبی سے نجات پا رہے ہیں تو وہیں اساتذۂ ادب کے فیضانِ نظر سے طلباء اپنی زندگی سنوار رہے ہیں۔ اُردو غزل کے باوا آدم ولی دکنی سے لے کر بابائے اُردو مولوی عبدالحق جیسے اساتذہ علم وفن کا ایک طویل سلسلہ یہاں موجود ہے۔ سکندر علی وجدؔ، عصمت جاوید، شفیق فاطمہ شعریؔ، قاضی سلیمؔ، بشر نوازؔ، عتیق اللہ، ارتکاز افضلؔ اور خان مقیم خان اسی ادبی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ یہ بات شہریانِ اورنگ آباد کے لئے باعث افتخار ہے کہ دیگر شہروں کے بہ نسبت یہاں کے ادبی سلسلے اور روایت میں ہمیشہ سے استحکام رہا ہے۔

خان مقیم خان کئی معنٰی میں شہر اورنگ آباد کے ادبی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ ایک زمانے تک اُنہوں نے آل انڈیا ریڈیو کی نشریات سے اپنی آواز کے ذریعے شہریانِ اورنگ آباد کو نہ صرف نیند سے جگایا بلکہ اُن کا ضمیر بھی بیدار کیا۔ حسنِ خدمت سے سبکدوش ہونے کے بعد موصوف اُردو زبان وادب کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہوگئے ہیں گو کہ اس عظیم فریضے کے تئیں تاعمر اُنہوں نے کبھی غفلت نہیں برتی۔ اُردو زبان ہی اُن کا مزاج اور اُن کی شناخت ہے۔ غرض خان مقیم خان کی مسلسل کئی مہینے کی انتھک کاوشوں کے بعد شہر اورنگ آباد میں دوروزہ قومی سیمینار منعقد کیا جاسکا۔ کافی غور وخوض اور یارانِ بے ریا سے بحث ومباحثے کے بعد اور نیز اُردو ادب کے عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے —— ''جدید اُردو ادب کے رجحانات'' کے عنوان پر سیمینار کرنے کے مشورہ کو شرف قبولیت بخشی گئی۔ اس عنوان کے تحت دوروزہ قومی سیمینار مورخہ ۱۱ اور ۱۲ جنوری بروز سنیچر اور اتوار ۲۰۲۰ء کو آئی ایچ ایم۔ اے آڈیٹوریم اورنگ آباد میں منعقد کیا گیا۔ کیونکہ سیمینار کا مقصد خود نمائی نہیں تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ آشفتگانِ علم اس سے استفادہ کریں اس لئے مولانا آزاد کالج آف آرٹس سائنس اینڈ کامرس اور ڈاکٹر رفیق زکریا سینٹر فار ہائر لرننگ اینڈ ایڈوانسڈ ریسرچ کے طلباء اور اساتذہ کو شریک سیمینار بنایا گیا۔

افتتاحی اجلاس:

دوروزہ قومی سیمینار بعنوان 'جدید اُردو ادب کے رجحانات' کی افتتاحی تقریب آئی ایچ ایم۔ اے آڈیٹوریم، ڈاکٹر رفیق زکریا کیمپس کی پُرشکوہ عمارت میں منعقد کی گئی۔ جیسے جیسے سیمینار ہال میں شرکاء کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا تھا کنویز کے چہرے کی چمک بڑھتی جارہی تھی۔ خُدا خُدا کر کے نہیں بلکہ کلام خُدا کی خوش الحان تلاوت سے سیمینار کا باضابطہ آغاز ہوا۔ ڈاکٹر شیخ عقیل احمد ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی کے دست مبارک سے شمع افروزی عمل میں آئی۔ تمام معزز مہمانان نے اُردو کی شمع کو روشنی دی اور شمع کے گرد ایک نور کا ہالہ رقصاں تھا جو تمام حاضرینِ محفل کو اپنے نور سے منور کر رہا تھا۔ اُردو کی کسی بھی تقریب، ادبی سرگرمی اور شعر وسخن کی محفل سے قومی کونسل کا راست یا بالراست تعلق ضرور ہوتا ہے۔ مذکورہ ادبی محفل

کاانعقاد بھی قومی کونسل کے تعاون کرنے کی دلاسے کی وجہ سے ہی ممکن ہو سکا ہے۔ڈاکٹر شیخ عقیل احمد ڈائریکٹر قومی کونسل اپنے افتتاحی خطاب میں بیک وقت اُستاذپروفیسر عتیق اللہ، ہم عصراُدباء، شعراءاور طلباءوطالبات سے مخاطب رہے۔اپنے ہمہ جہت خطاب میں ڈائریکٹر صاحب نے بزرگوں کا احترام، چھوٹوں سے شفقت، قومی کونسل کے کارہائے نمایاں اور اُردوزبان وادب کے فروغ کے لئے اپنالائحہ عمل اس طرح پیش کیا کہ ہر سامع گمان کرنے لگا کہ گویا مخاطب ہم ہی رہے۔

افتتاحی اجلاس میں معزز مہمانان اور مندوبین وشرکاء کو گل ہائے عقیدت پیش کئے گئے۔بطور خاص میرے محسن وکرم فرمااسم بامسمیٰ پروفیسر عتیق اللہ سر کواُن کی بے مثال ادبی خدمات کے اعتراف میں کریسنٹ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی،اورنگ آباد کی جانب سے سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ سیمینار کے کنوینر خان مقیم خان نے اپنے مخصوص دل پذیر لہجے میں سپاس نامہ کی بلند خوانی فرمائی۔ہزاروں پروگراموں میں اپنی گونج دار آواز کا جادو جگانے والے مشہور براڈکاسٹر کی آواز میں آج نوجوان عاشق کی آواز میں پائی جانے والے اُس لرزش کو محسوس کیا جارہا تھا جو پہلی مرتبہ اپنی محبوبہ سے اظہار عشق کررہا ہو۔دراصل خان مقیم خان کو صرف سپاس نامہ نہیں پڑھنا تھا بلکہ تمام شہریان کی جانب سے اُن کی بے پناہ محبت کو محدود لفظوں میں پیش کرنا تھا۔سپاس نامے کے ایک ایک لفظ سے اپنے اُستاد محترم کے لئے طلباء کی عقیدت کا دریا موجزن دکھائی دیتا تھا۔سپاس نامہ میں پروفیسر عتیق اللہ صاحب کے غیر معمولی تخلیقی وتصنیفی کارناموں کا اور آپ کے حوصلے اور استقامت کے جذبے اور ادب میں اپنی موجودگی درج کرانے کا اعتراف کیا گیا۔اس سپاس نامے میں آپ کے انکسار واخلاص، مروت وشفقت دردمندی اور ہمدردی کے جذبات کو سراہا گیا آپ کی درازی عمر کے ساتھ ساتھ روانی قلم میں بھی اضافے کی دُعا کی گئی۔سپاس گذاروں میں بالخصوص ارتکاز افضل، انتخاب حمید، خان مقیم خان اور تمام طلباءوطالبات شامل تھے۔ سیمینار ہال میں سینکڑوں سامعین نے کھڑے ہو کر تالیوں کی گونج میں اُستاد محترم پروفیسر عتیق اللہ سے اپنی وابستگی اور عقیدت کو درج کروایا۔صاحبِ اعزاز کی آنکھیں فرطِ مسرت سے نم تھی اور ہال میں موجود ہر فرد اُس نمی کو اپنی آنکھوں میں محسوس کررہا تھا۔

کلیدی خطبہ استاد محترم پروفیسر عتیق اللہ نے پیش کیا۔ جیسے جیسے اُستاد محترم کے علم میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اُن کے برتاو میں مزید انکساری اور تواضع کے اوصاف نمایاں ہوتے جارہے ہیں۔کلیدی خطبے میں وہ نہ صرف حِلم وبُردباری کا پیکر بنے ہوئے تھے بلکہ علم وادب کا پُرسکون سمندر بنے ہوئے تھے جس کی لہریں سامعین کی قوت سماعت کو مہمیز دے رہی تھیں۔خطابت کے دوران نہ علمیت کے دکھاوے کا جذبہ، نہ خودنمائی کا شائبہ نہ بیان میں نشتریت نہ زبان میں لکنت، ژولیدہ بیانی سے دور باتوں میں سرور سامعین ہر بات سے مسرور، مجھ جیسے نئے لکھنے والوں کو درس دیتے ہوئے اور اُردو کے قاری کے مزاج کا تجزیہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اُردو کے قاری اور سامع کی عجیب عادت ہے کہ وہ اسلوب کا پرستار ہے۔ہر دور کا ایک اسلوب ہوتا ہے اور ہر دور کے شاعر اور نثر نگار اُس اسلوب کے پیچھے چل کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور نقاد کا کام اُنہیں راہِ راست پر لانا ہوتا ہے جس کا فرض اُنہوں نے اپنے کلیدی خطبے کے ذریعے بخوبی ادا کیا۔بلاشبہ اُستاد محترم پروفیسر عتیق اللہ کی موجودگی ہی کسی بھی ادبی سیمینار کی کامیابی کی دلیل ہے لیکن اس سیمینار پر اُنہوں نے خصوصی نوازش کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے نہ صرف اورنگ آباد کے دوست احباب پر فخر ہے بلکہ میں اس شہر کو اپنا پیدائشی وطن تسلیم کرتا ہوں۔یہ اُن کی عقیدت کی انتہا تھی کہ اُنہوں کے اس شہر کو اپنی ایک نسبت عطا کرنے کی کوشش کی۔

شہر اورنگ آباد میں منعقد ہونے والے ادبی اجلاس کی صدارت کی ذمہ داری بشر نوازؔ کے بعد پروفیسر ارتکاز افضل کے کاندھوں پر آپڑی ہے۔ موصوف علاقہ مراٹھواڑہ کے ایسے واحد شاعر ہیں جو مشاعرے کم پڑھتے ہیں اور کتابیں زیادہ پڑھتے ہیں۔ارتکاز افضل بیک وقت کئی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔وہ صرف کوثروتسنیم میں ڈھلی ہوئی اُردو ہی نہیں بولتے بلکہ دریائے ٹیمز اور مِسی سپی میں ڈھلی انگریزی بھی بولتے ہیں۔ صدارتی خطاب پر ارتکاز کرتے

ہوئے گویا ہوئے کہ ادب کے رجحانات کبھی ختم نہیں ہوتے صرف اُن میں تبدیلی آتی ہے۔ادب کے رجحانات، تحریکات میں سیاسی، اقتصادی، معاشرتی تبدیلی کے نشیب وفراز کے باعث رجحان غائب نہیں ہوتے البتہ اُن کا رنگ کچھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

افتتاحی اجلاس میں ایک اہم تقریب اورنگ آباد کے گوشہ نشین شاعر عبدالحکیم خان حکیمؔ کے شعری مجموعہ ''آوِنار سا کی آزمائش'' کی رسم اجراء تھی۔ اس شعری مجموعہ کی رسم اجراء آئی۔پی۔ایس آفیسر وشاعر جناب خالد قیصر کے دست مبارک سے انجام دی گئی۔نوجوان آئی۔پی۔ایس۔آفیسر کی طبیعت بھی شاید اپنے پیشے کی کثافت سے گریز کرتے ہوئے شاعری کی لطافت میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتی ہے جس کا اظہار اُن کے ذریعے سیمینار میں پیش کردہ اشعار سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔شاعر موصوف کہنے لگے کہ شاعری اور ادب ایک کارخانہ بن گیا ہے اور اس کارخانے کے مال کو پسندیدگی کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھیں۔اُنہوں نے اپنے خطاب میں شاعر عبدالحکیم خاں حکیمؔ کے حکمت کے عملی پیکر خان شمیم اور خان مقیم کی سعادت مندی کی ستائش کی کہ اُنہوں نے اپنے مرحوم والد کے ورثے کو محفوظ رکھنے میں اہم رول ادا کیا یقیناً۔' نیک نام رفتگان نہ جائے مکن'۔

اس اجلاس میں مہمانِ خصوصی کے طور پر ڈاکٹر مظہر احمد فاروقی پرنسپل مولانا آزاد، ڈاکٹر غلام ربانی ڈائریکٹر ڈاکٹر رفیق زکریا سینٹر اور ڈاکٹر ریاض الدین قریشی جنرل سیکریٹری مولانا آزاد ایجوکیشنل ٹرسٹ نے اپنی موجودگی درج کروائی۔ڈاکٹر فیاض فاروقی کے اظہار تشکر پر افتتاحی اجلاس کا اختتام عمل میں آیا۔جس طرح افتتاحی اجلاس میں وافر مقدار میں ذہنی غذا فراہم کی گئی اُسی طرح معدہ کی آسودگی کا بھی بہترین انتظام کیا گیا۔ظہرانہ کے بعد ادبی اجلاس کی محفلیں منعقد کی گئیں۔

ادبی اجلاس :

اجلاس اوّل میں اس سیمینار کے سب سے اہم مقالے پڑھے گئے صدر اجلاس کے انتخاب سے لے کر مقالوں کے انتخاب تک تمام ہی عالم میں انتخاب کا عملی نمونہ تھے۔اس اجلاس میں صدارت کے فرائض پروفیسر انتخاب حمید نے انجام دیئے جو بیک وقت کئی زبانوں کے ادب پر ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں۔ عروس البلاد ممبئی سے تشریف فرما پروفیسر ظہیر علی نے جدیدیت کے عنوان پر اپنے عالمانہ انداز سے سامعین کے علم میں اضافہ کیا۔دوسرا مقالے میں حیدرآباد سے تشریف فرما نوجوان شاعر عبدالسمیع صدیقی نعیمؔ نے جدید شعری رجحانات کو یوٹیوب کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی۔نوجوان مقالہ نگار نے یوٹیوب کے مقبول ترین اشعار کے ذریعے جدید شعری رجحانات کا احاطہ کیا جسے نوجوان شرکاء نے کافی پسند کیا۔شہر بھوپال کے مقالہ نگار جناب اقبال مسعود نے موجودہ دور میں غزل کی کلاسیکی روایت کو برتنے والے شعراء کے حوالے سے اپنے زریں خیالات پیش کئے۔اس سیمینار کے ایک اہم مقالہ نگار پروفیسر مجید بیدار بھی تھے اُنہوں نے اپنے مقالے اور زورِ بیان کے ذریعے سامعین کو مزید بیدار کر دیا۔صدارتی خطاب دراصل صدر اجلاس کی صدارت کا امتحان تھا۔اس اجلاس میں دو مقالوں میں متضاد آراء پیش کی گئیں جس پر پروفیسر موصوف نے اپنے خطاب کے ذریعے موجودہ دور کے عدلیہ کی نظیر پیش کر دی۔پروفیسر انتخاب حمید کے جان دار صدارتی خطاب اور جناب سہیل ذکی کے شاندار شکریہ پر پہلے دن کے سیمینار کا اختتام عمل میں آیا۔

دوسرے دن ڈاکٹر رفیق زکریا سینٹر فار ہائیر لرننگ اینڈ ایڈوانسڈ ریسرچ کی پر شکوہ عمارت میں دو ادبی اجلاس منعقد کئے گئے۔اس اجلاس میں بھی کافی اہم مقالے پیش کئے گئے جس میں علاقہ مراٹھواڑہ کے مختلف اضلاع سے تشریف فرما مقالہ نگاران بشمول خواتین و حضرات اور ریسرچ اسکالرز نے اپنے بیش قیمتی مقالے پیش کئے۔خواتین مقالہ نگاران میں ڈاکٹر ریحانہ بیگم، ڈاکٹر شاہینہ بیگم، ڈاکٹر نازنین سلطانہ، اساتذہ حضرات میں ڈاکٹر آصف زکریا مدنی، ڈاکٹر قاضی نوید، ڈاکٹر ابرارالحق اور ریسرچ اسکالرز سہیم الدین اور نورالعین وغیرہ کے مقالوں کو کافی سراہا گیا۔اس دو روزہ سیمینار میں اُردو ادب کے جدید رجحانات کے حوالے سے تمام ادبی موضوعات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی۔بہترین عناوین کا انتخاب اور عرق ریزی سے تیار شدہ مقالے کنوینر سیمینار

کے ادبی بصیرت اور ذوق کا آئینہ دار تھے۔ اتنے کم وقت میں اُردو ادب کے حوالے سے جدید تحریکات و رجحانات کا احاطہ کرنا سامعین کو ورطہ حیرت میں ڈال رہا تھا۔

اختتامی اجلاس کی تقریب بھی کافی پُر وقار تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے افتتاحی اجلاس میں اُردو کی جو شمع روشن کی گئی تھی گویا اُس نے مشعل کا روپ دھار لیا ہے۔ اختتامی اجلاس میں پروفیسر عتیق اللہ، جناب ارتکاز افضل اور ڈاکٹر عقیل ڈائریکٹر قومی کونسل موجود تھے۔ اُردو ادب کی اِن عظیم شخصیات کی بیک وقت موجودگی ہی کسی بھی ادبی سیمینار کی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود کنویز نے اس اجلاس میں انگریزی کے پروفیسر انتخاب حمید، عربی کے پروفیسر عبدالرشید مدنی، اُردو کے پروفیسر صدیق محی الدین کو بھی خصوصی طور پر شرکت کی دعوت دی جسے تمام احباب نے شرف قبولیت دیتے ہوئے اس اجلاس کو نورٌ علیٰ نورٍ کی عملی تفسیر بنا دیا۔ اختتامی اجلاس میں تمام معزز مہمانان کو گل ہائے عقیدت بڑی محبت سے پیش کئے گئے۔ ایسے اجلاس کی صدارت پروفیسر انتخاب حمید کو ہی زیب دیتی ہے۔

اختتامی اجلاس میں سیمینار سے متعلق شرکاء کے تاثرات پیش کئے گئے اور جدید ادبی رجحانات کو مزید اختصار سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ سامعین تمام موضوعات کا اعادہ کر لیں۔ جہاں تک میرا ماننا ہے کہ اس ادبی سیمینار میں صرف جدید ادبی رجحانات کا احاطہ ہی نہیں کیا گیا بلکہ شرکاء کے ذہن میں چند سوالات بھی پیدا کئے۔ یقیناً جب تک کسی بھی ادبی سیمینار میں صرف جواب دئے جائیں اور سامعین کے ذہن میں مزید سوال پیدا نہ کئے جائیں وہ سیمینار کامیاب نہیں کہلاتا۔ اس سیمینار میں موجودگی کو میں اپنے لئے اس وجہ سے اہم سمجھتا ہوں کہ اس نے میرے ذہن میں کئی سوالات پیدا کئے ہیں اور اُمید ہے کہ مستقبل میں ادب کے مطالعہ سے میری ذہنی تشنگی کی سیرابی کا سامان ہو۔

☆ ☆ ☆